نمبر ۱۰۰ جلد ۴

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵ ۱۹۱۷ء

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۱۶ جون ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۵ شعبان ۱۳۳۵ھ | نمبر ۹۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیریت ہیں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب و جناب میر محمد اسحٰق صاحب جلسہ احمدیہ کی تقریب پر بنوں۔ اور جناب میر قاسم علی صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سامانہ (پٹیالہ) تشریف لے گئے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔ مولوی غلام قادر صاحب۔ کوٹ قادر بخش سے۔ چودہری غلام نبی صاحب عینو والی سے۔ میاں امیر حسن صاحب حکیم موضع ٹرپئی سے۔ میاں علی گوہر صاحب۔ چھاؤنی کوہاٹ سے۔ میاں محمد الدین صاحب ملا نوالہ سے۔ میاں شہاب الدین صاحب لاہور سے۔ ملک کرم الٰہی صاحب و اللہ رکھا صاحب ہمبڑیال سے۔ منشی عبداللہ خان صاحب ہیڈ دکینٹر کوہ مری سے۔ میاں منگو ولد چوغطہ صاحب ...

اخبار احمدیہ

ساحل مصر پر تبلیغ

بہادر بابو عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ میں فرصت کے وقت تبلیغ میں مصروف رہتا ہوں۔ اگرچہ زبان عربی میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک صاحب عبدالجواد صاحب سے صداقت مسیح موعود۔ مسئلہ نبوت اور اسمہ احمد پر گفتگو ہوئی۔ اور ان کو قرآن کریم کا پہلا پارہ دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن میں ایک جگہ تو لکھا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرو۔ اور پھر آدم کے سجدہ کے لئے ملائکہ کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں۔ بابو صاحب نے ترجمہ سے اس کا جواب نکالکر دیا تو بہت خوش ہوئے۔ اور ترجمہ کرنے والوں کے لئے دعائیں کیں۔ اور دوسرے پاروں کے متعلق اشتیاق ظاہر کیا۔ خدا تعالیٰ قرآن پاک کے ذریعہ ان کو ہدایت دے۔

رمضان المبارک میں درس قرآن کریم

احباب کرام کو مبارک ہو کہ انکی مدت کی آرزو اور خواہش برآئی۔ حضرۃ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اس سال ماہ رمضان میں قرآن کریم کے دس یا پندرہ پارہ کا درس فرمائینگے۔ امید ہے احباب اس نعمت غیر مترقبہ کے حصول کے لئے رمضان کا مبارک مہینہ قادیان کی پاک سرزمین میں گذارنے کی کوشش کرینگے۔ چونکہ دن تھوڑے سے رہ گئے ہیں۔ اسلئے ملازمت پیشہ اور دوسرے کاروباری اصحاب ابھی سے تیاری کر کے اپنے آنے کی اطلاع افسر صاحب صیغہ بیت المال کو پہنچا دینی چاہیئے۔

اپنے احباب اپنے بستر ہمراہ لائیں۔ (ایڈیٹر)

دہرم سالہ و کانگڑہ

میاں عبدالعزیز صاحب بن جناب میاں چراغ الدین صاحب کانگڑہ کے ضلع میں برائے تبلیغ بھیجے گئے تھے۔ جہاں آپ نے تبلیغ کا خوب حق ادا کیا۔ بعض غیر مبائع

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

اصحاب نے آپ کے ذریعہ بیعت خلافت کی۔ نیز آپ نے وہاں پر سلسلہ احمدیہ کے متعلق متعدد لیکچر دئیے۔ اور نیز بعض غیر احمدی مولویوں اور پیروں سے گفتگو بھی کی۔ جس کا سامعین پر اچھا اثر ہوا۔

ظفروال میں تبلیغ

۲ر و ۳ر جون کو غیر احمدیوں کا ظفروال میں جلسہ تھا۔ جہاں ان کے بہت سے علماء جمع تھے۔ پیر جماعت علی شاہ نے جہاں تک اس سے ہو سکا۔ لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بھڑکایا۔ اور حضرت مسیح موعود پر اتہام لگائے۔ جن کے جواب دینے کے لئے چوہدری محمد حسین صاحب نے وقت مانگا۔ مگر غیر احمدیوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے اپنے طور پر لیکچر کا الگ انتظام کیا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد چوک بازار میں حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر سلسلہ کی خصوصیات اور اعتقادات پر ہوئی جس میں آپ نے جماعت علی شاہ کے اعتراضات کے جواب بھی نہایت عمدگی سے دئیے۔ حاضرین میں ہر مذہب کے لوگ بکثرت موجود تھے۔ اور انہوں نے غور سے لیکچر سنا۔ جماعت علی شاہ صاحب نے احمدیہ جلسہ میں شامل ہونے سے لوگوں کو روکنے کی یہاں تک کوشش کی کہ جب ان کا جلسہ برخواست ہو گیا تو انہوں نے حاضرین کو کہا کہ سب کھڑے ہو جاؤ۔ جب سب کھڑے ہو گئے تو کہا۔ پڑھو کلمہ۔ جب لوگوں نے کلمہ پڑھا تو کہا تم کو قسم ہے کہ مرزائیوں کے جلسہ میں جاؤ۔ لیکن جب جلسہ ہوا۔ تو خدا کے فضل سے بہت لوگ آئے۔ اور سمجھدار لوگوں نے کہا کہ جماعت علی شاہ نے اپنے لیکچر میں کوئی علمی بات بیان نہیں کی تھی۔

احمدیان سورۃ و بڑودہ

بابو عبد الغنی صاحب ایڈیٹر بروچ تمام احمدیان مقیم سورۃ و بڑودہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان سے خط و کتابت کریں انکی خواہش ہے کہ اس نواح کے احمدیوں کی ایک ایسی انجمن بنائیں۔ جو تبلیغ سلسلہ میں نمایاں حصہ لے۔

ولادت

میاں دوست محمد صاحب حجام جام پور کے ہاں پانچواں لڑکا ۲۷ر مئی ۱۹۱۶ء کو متولد ہوا۔ ظفر محمد خاں نام رکھا گیا۔ دُعا ہے۔ کہ خدا بچہ کو سچا احمدی اُٹھائے۔

(بقیہ از صفحہ ۸)

کون ہیں جسکے جواب میں یہ مضمون لکھا گیا ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب! میں آپ سے ایک اور امر بھی دریافت کرتا ہوں کہ جب میرا عقیدہ معلوم کرنے کے لئے آپ نے گذشتہ فائلوں کا مطالعہ فرمایا۔ تو کیا اس وقت آپ کو ان فائلوں کے مطالعہ سے مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ کا علم بھی ہوا یا نہیں؟ کیونکہ ہمارا عقیدہ اس وقت وہی ہے جو پہلے مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ در بارہ نبوت حضرت مسیح موعود تھا۔ مولوی صاحب برابر حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی بیان فرماتے رہے ہیں۔ اگر آپ کو اس امر کے ثبوت کی ضرورت ہو۔ تو بتوفیق الٰہی بندہ قطعی اور یقینی ثبوت دینے کے لئے تیار ہے۔ کیا آپ کو اس کے سننے کا شوق ہے۔ میں یہاں ایک اور الزام کی تردید کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جو آپ کے مولوی محمد علی صاحب نے پچھلے دنوں مجھ پر لگایا۔

میں اپنی تحریروں میں اس امر کا اعتراف کر چکا ہوں کہ ہم پہلے خلافت کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ اور یہ سبق ہمنے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔ جب حضرت مولوی صاحب نے اپنی خلافت کی ابتدا میں انجمن اور خلیفہ کے باہمی تعلقات کے بارہ میں چند سوالات بعض آدمیوں کے پاس بغرض جواب بھیجے۔ تو آپ نے وہی سوالات بندہ کے پاس بھی بھیجے۔ اور جو کچھ اس وقت میری سمجھ میں آیا مینے جواب لکھ دیا۔ مگر چونکہ اس وقت بندہ خلافت کی پوری حقیقت سے بے خبر تھا۔ اس لئے میرے اس جواب میں بعض نقص بھی تھے۔ وہ جواب مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ میں آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اس میں سے کوئی فقرہ جو آپ کے مفید مطلب تھا۔ نقل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا اور اب مناسب موقع دیکھ کر اس کو شائع کر دیا۔ مگر بہتر ہوتا کہ وہ ایسا نہ کرتے۔ کیونکہ ان کے اس فعل سے ان کے تقوے پر بڑا بھاری حرف آتا ہے۔ کیونکہ اصل حضرت خلیفۃ المسیح نے صفت علی الاعلان حکم دیا تھا کہ میرے پاس جو تحریریں اس امر کے متعلق پہونچی ہیں۔ وہ مینے سب کی سب جلا دی ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی تحریر اس بحث کے متعلق ہو۔ تو تم بھی تلف کر دو۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ حکم سنا۔ مگر عمداً اس کی خلاف ورزی کی۔ یہ کس شخص کے حکم کے خلاف ورزی تھی۔ اسی شخص کے حکم کی جسکو وہ خلیفۃ المسیح تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر یہ عہد کر چکے تھے کہ ہم پر آپ کے احکام کی اطاعت اسی طرح واجب ہوگی جس طرح حضرت مسیح موعود کے احکام کی اطاعت واجب تھی۔

دوئم۔ مینے انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کے وعظ کے بعد بذریعہ تحریر مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع دی کہ میری پہلی رائے غلط تھی۔ اور اب میرے نزدیک خلیفہ صدر انجمن کے لئے بھی ایسا ہی مطاع ہے۔ جیسا کہ دوسرے افراد قوم کے لئے۔ اب یہ امانت اسبات کی متقضی تھی کہ وہ میری پہلی رائے کو تلف کر دیتے۔ کیونکہ مینے انہی ایام میں اسکی تحریراً تردید کر کے اُسے غلط قرار دیدیا تھا۔ اور اس کے مخالف اپنی رائے ظاہر کر دی تھی۔ مگر مولوی صاحب نے میری اس پہلی تحریر کی نقل کو تو سنبھال کر نہایت احتیاط سے آیندہ اپنا کام نکالنے کے لئے اپنے پاس محفوظ و مقفل رکھا۔ مگر میری [illegible] تحریر کو نہایت غصہ کے ساتھ واپس کر دیا۔

سوم۔ مولوی صاحب کی اس کارروائی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتدا سے ان کے دل میں خلافت کے برخلاف ایک منصوبہ تھا۔ گو اس وقت ان کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ خلافت کا مقابلہ کریں۔ مگر آیندہ مقابلہ کرنے کے لئے اپنے پاس مصالح جمع کرتے رہے۔ اور وہ بھی ناجائز طور پر۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کے صریح حکم کے خلاف۔ اور باوجودیکہ مینے اس .. .. رائے کی تردید کر دی۔ مگر پھر بھی اس کو سنبھالکر محفوظ رکھا۔ تا آیندہ کام آئے۔ اگر میں اسوقت اپنی بریت کرنے کے لئے مجبور نہ ہوتا۔ تو انہوں نے تو اپنی طرف سے کوئی دقیقہ لوگوں کو دھوکہ دینے میں فروگذاشت نہکیا تھا۔

لاہوری کے ضمیر

کہتے ہیں لاہور کے ضمیر کہ ہم ہیں باصفا
قادیاں والوں کی ہے تبلیغ کذب و افترا
کام سب بالعکس ہوتا ہے ہمیں ملتے ہیں جب
مرہم عیسیٰ - مدد شاہ - حکیم بوالعطا

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قادیان

قادیان دارالامان - ۱۶ار جون ۱۹۱۷ء

ضعفِ بصارت

(ایک حقیقت بین مومن کے قلم سے)

وہ سید ولد آدم اللّٰھم صل علی محمد و بارک و سلم جو رحمۃ للعالمین ہو کر آیا۔ جسکے طفیل اسکے اتباع کو اتممت علیکم نعمتی کی خلعت گرانمایہ حاصل ہوئی۔ اور جسکے قبول کرنیوالوں کو خیر امت کا خطاب ملا۔ اسکے واسطہ اسکے ذریعہ اور اسی کی کامل اتباع سے ایک انسان ہاں وہی انسان جسکو خود اس نے نبی اللہ کہا تھا۔ مبعوث ہوتا ہے۔ چاند اور سورج اسکے لئے تاریک ہوتے ہیں۔ زمین و آسمان اسکی گواہی دیتے ہیں دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصہ میں اسکی صداقت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں لیکن چونکہ اسنے ایک موقعہ پر اپنے آپ کو اس ابر کرم کا "ایک قطرہ" کہا ہے۔ جو غار حرا سے اٹھا۔ فاران کی چوٹیوں پر گرجا۔ اور تمام عالم کے لئے برسا۔ اسلئے باوجود اسکے یہ لکھ دینے کے کہ

"خدا نے اسبات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

اگر اسے نبی کہا جاتا ہے تو "سواد اعظم کے ایک مسلمان" کے نزدیک جس کی شناسائی کا فخر ہمیں اخبار العصر کے ذریعہ ہوا ہے۔ "قادیان کی سرزمین میں چمکتی ہوئی ریت کے لق و دق جنگل پر آب حیواں کی تعریف کا اطلاق کیا جاتا ہے"

ہمارے نزدیک "سواد اعظم کے ایک مسلمان کے قلم سے" یہ الفاظ نکلنے کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ کے سواد اعظم کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ موجود ہے۔ کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے قدم بقدم چلے گا

پس جبکہ یہود نے بھی سرزمین ناصرہ اور صحرائے عرب کے متعلق یہی کہہ چکے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ان کے مثیل قادیان کی سرزمین کے متعلق جہاں کہ مثیل مسیح (علیہ السلام) اور بروز محمد (صلے اللہ علیہ سلم) برپا کیا گیا۔ یہی نہ کہتے۔ اور اسی دھوکہ نفس کا شکار نہ ہوتے جس کا ان سے پہلے ہوئے تھے۔

ورنہ اگر روحانیت کا فقدان دھوکہ نفس کا موجب نہ ہوتا۔ اور حجاب نفسانیت کے باعث ضعف بصارت کا عارضہ لاحق ہو کر حقیقت نبوت کو سراب نبوت نہ دکھاتا۔ تو سواد اعظم کے ایک مسلمان کو اپنے گروہ کی وکالت کرتے ہوئے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی کہ:-

"ہمیں معاف کیا جائے۔ اگر ہم امتیت کے چٹیل میدان کو دریائے نبوت تسلیم کرنے کی بجائے سراب نبوت کے نام سے موسوم کریں"۔

اگر کوئی اپنی جہالت اور نادانی سے سفید کو سیاہ نور کو نار اور روشنی کو تاریکی کے نام سے موسوم کرے۔ تو ہمیں کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ اس سے باز پرس کریں۔ اسی طرح اگر "سواد اعظم" کا "ایک مسلمان" جسکی قوت بینائی یہاں تک کمزور ہو چکی ہے کہ اسے کسی چوب قلمی صحیفہ آسمانی کی آیات بھی درست اور صحیح دکھائی نہیں دیتی۔ جیسا کہ اسکی تحریر سے ثابت ہے۔ تو اسے "دریائے نبوت" کی بجائے "سراب نبوت" نظر آنے پر ہم سوائے اسکے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ ضعف بصارت کا مریض ہے ورنہ اس عظیم الشان انسان اور برگزیدہ خدا کی نبوت کو سراب نبوت قرار دینا کس قدر نادانی اور حماقت ہے۔ جسنے علی الاعلان کہا ہے:-

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
(نزول المسیح صفحہ ۹۹)

ایک ایسا شخص جو حضرت مرزا صاحب کو صادق اور راستباز ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اگر ان اشعار کی حقیقت سے انکار کر دے۔ تو کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو آپکو ایک زبردست شخصیت کا مالک قرار دیتا اور آپکے الفاظ سند کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اسکے لئے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ لیکن نہ معلوم "ایک مسلمان" جو کہ یہی پوزیشن رکھتے ہیں۔ کیونکر حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو سراب نبوت کہکر آپکے ایسے کھلے اور واضح الفاظ کا انکار کر رہے ہیں۔

یہ درست ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ایک قطرہ از بارش او قرار دیا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہیں کہ آپ کا وجود بذات خود کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ آپنے اسطرح رسول کریم صلے اللہ علیہ سلم کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مجھ ایسا انسان بھی جب اسکے مقابلہ میں ایک قطرہ ہونے کا اعتراف کرتا ہے۔ تو اسکی شان کس قدر بلند اور ارفع ہوگی۔

اسبات کی تائید میں کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اظہار فضیلت اور بڑائی کے لئے اپنے متعلق حد درجہ کے منکسرانہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ آپ کی تصنیفات کے بیشتر مقامات پیش کئے جا سکتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
(قادیان کے آریہ اور ہم)

اس شعر میں تو آپنے فیصلہ ہی کر دیا کہ "وہ ہے میں چیز کیا ہوں" لیکن کیا واقعہ میں آپ بذات خود کوئی چیز نہ تھے۔ ایسا سمجھنا حد درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ کیونکہ آپ اپنی ذات خاص میں اس نعمت سے کامل حصہ رکھتے تھے جو پہلے نبیوں کو دی گئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

پھر آپ اس گروہ کے مظہر تھے۔ جو خدا کے برگزیدہ بندوں کا

گروہ ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :-

"وہ خدا تعالےٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنے ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں" (حقیقۃ الوحی صد۷۲ حاشیہ)

پھر آپ درجہ اور قرب الٰہی کے لحاظ سے نہ صرف کسی نبی سے کم نہ تھے۔ بلکہ اپنے مثیل حضرت مسیح ناصری سے بڑھے ہوئے بھی تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء)

لیکن باوجود اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپکی وہی حیثیت تھی۔ جو آپنے ظاہر فرمائی۔ کیوں؟ اسلئے کہ آپ کے مبعوث کئے جانے کی غرض اور غایت ہی یہ تھی کہ :-

"تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو" (حقیقۃ الوحی صد۱۵۵)

اور وہ اسی طرح ہو سکتا تھا۔ کہ آپ باوجود سب کمالات رکھنے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں "میں چیز کیا ہوں" ہی فرماتے۔ پس حضرت مرزا صاحب کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ایک قطرہ کی حیثیت سے ظاہر کرنا ایک حقیقت بین نگاہ میں آپ کی شان کو کم نہیں کرتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو بہت بڑھا دیتا ہے۔ لیکن چونکہ دنیا میں ایسے کوتہ نظر انسان بھی موجود تھے۔ جنکی نگاہ بجائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑائی اور رفعت کو دیکھنے کے حضرت مرزا صاحب کی ذات خاص کی حقیقت سمجھنے سے عاری تھی۔ اس لئے آپنے اس کے ازالہ کے لئے اپنی حقیقت اسطرح بیان فرما دی ہے کہ :-

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد
(تریاق القلوب)

پھر فرمایا :-

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
اک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اب ایک ایسا شخص حضرت مرزا صاحب کے ان الفاظ کو تو پیش کر دیتا ہے۔ جنہیں آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کا اظہار کرنے کے لئے اپنے متعلق خاکسارانہ طریق اختیار کیا ہے۔ لیکن ان الفاظ کو بالکل نظر انداز کر جاتا ہے۔ جنہیں آپ نے اپنی حقیقت۔ اپنا مرتبہ اور اپنی شان بتائی ہے۔ اسکے متعلق ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ یا تو دھوکہ دہی اور شرارت سے کام لیتا ہے یا اپنی سخن فہمی کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ اگر دھوکہ دہی کی غرض سے ایسا کرتا ہے۔ تو بہت ہی قابل افسوس حرکت ہے۔ لیکن اگر قوت لعبارت کے ساتھ ہوش و خرد کو بھی خیرباد کہہ چکا ہے۔ تو ہمیں ڈر ہے کہ اس سخن فہمی کے صدقے۔ حضرت مرزا صاحب کی ذات والا صفات کو کچھ اور ہی نہ سمجھے۔ کیونکہ آپ خدا تعالےٰ کو مخاطب کر کے فرما چکے ہیں :-

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

لیکن اگر اس شعر سے یہ نتیجہ نکالنا کسی صاحب عقل و فکر کا کام نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت مرزا صاحب بقول خود "آدم زاد" نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ اقرار اتنی بڑی سرکار کے سامنے کیا جا رہا ہے۔ جسکے حضور ایسے ہی تذلل اور انکساری کی ضرورت ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو یک قطرہ قرار دینے یا "میں چیز کیا ہوں" کا اقرار کرنے سے بھی آپ کی حقیقی شان اور عظمت کو ... کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جو شان اور عظمت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے آپکے مقابلہ میں اپنے آپ کو جو بھی حیثیت دی وہ درست اور ٹھیک ہے اس سے آپکی ذاتی شان میں نقص نکالنا نادانی ہے۔ لیکن اگر کوئی باوجود اس قدر تشریح و توضیح کے ایسا کرتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ اس بے نظیر انسان کی نسبت جو تمام انبیاء کا سردار اور خاتم تھا۔ اس کا کیا خیال ہے جسنے باوجود انا سید ولد آدم (میں آدم کے تمام بیٹوں کا سردار ہوں) اور انا اکرم ولد آدم (میں آدم کے تمام بیٹوں سے معزز ہوں) کے دعوے کے کہا کہ ..... لا تخیرونی علےٰ موسیٰ مجھے موسیٰ پر فضیلت مت دو۔ کیا اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ فرق آ گیا۔ یا آپ کا مرتبہ کم ہو گیا۔ یا آپ کی فضیلت گھٹ گئی۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اس سے حضرت موسیٰ کی عظمت اور شان ظاہر ہو گئی۔ کیونکہ جب آنحضرت صلعم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ پر مجھے اس رنگ میں فضیلت دی جا رہی ہے۔ جس سے انکی ہتک یا کسر شان ہوتی ہے۔ تو فرمایا لا تخیرونی علےٰ موسیٰ۔ یہاں آپنے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے ان پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مجھے ان پر فضیلت دو۔ یعنی ان کا مجھ سے اس رنگ میں مقابلہ نہ کرو کہ انکی ہتک ہو اور یہ اس احترام اور عزت کی وجہ سے فرمایا۔ جو ایک نبی کے دل میں دوسرے نبی کی ہوتی ہے *

پس جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لا تخیرونی علےٰ موسیٰ کہنے سے آپکے درجہ اور فضیلت میں کوئی فرق نہیں پڑ گیا اسی طرح حضرت مسیح موعود کے آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں منکسرانہ الفاظ استعمال کرنے سے آپکی اصل حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ آپ کے لئے نہایت ضروری تھا کہ آنحضرت صلعم کی شان ظاہر کرنے کے لئے اپنے آپ کو یک قطرہ از بارش او قرار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ صرف اپنی حقیقت کے اظہار پر ہی اکتفا کرتے۔ تو دنیا کو یہ معلوم نہ ہو سکتا کہ آنحضرت کا فیض کوئی ایسا باکمال انسان پیدا کر سکتا ہے۔ اسی بات کے ثابت کرنے کے لئے جہاں آپنے یہ فرمایا کہ :-

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا ٭ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

وہاں یہ بھی کہدیا کہ
یک قطرہ ز آب زلال محمدؐ است

اور جہاں یہ کہا کہ :-

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

وہاں یہ بھی کہدیا - اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں - پس بخت نادان ہے وہ انسان جو حضرت مرزا صاحب کی اصلی شان نہیں دیکھتا بلکہ آپ کے منکرانہ الفاظ کے پردہ میں آپکی حقیقت کو چھپانا چاہتا ہے *
وہ ہے میں چیز کیا ہوں - بس فیصلہ یہی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

لم نجعل لہ من قبل سمیا کے معنے

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۸ر جون ۱۹۱۷ء)

یٰزکریا انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحییٰ لا لم نجعل لہ من قبل سمیا - (مریم رکوع اول)

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے - کہ ہر ایک عظیم تغیر جو دنیا میں کرتا ہے - اس سے پہلے اس کا ایک نمونہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ اسکی حکمت کاملہ چاہتی ہے کہ وہ نمونہ مثال کے طور پر کام آئے اور اس کو دیکھ کر لوگ آیندہ حق کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو جاویں ؛

جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے - اور خدا تعالیٰ کی صفات چاہتی ہیں - درحقیقت نبی کریم ہی کامل نبی گذرے ہیں - کیونکہ جو رب العالمین کی طرف سے کامل نبی ہو ضروری ہے کہ وہ ساری دنیا کی طرف ہو - لیکن لوگوں کو نبوت و رسالت آگاہ کرنے کے لئے گاؤں گاؤں نبی بھیجے - وہ انبیاء ایک نمونہ تھے - لوگوں نے ان پر اعتراض کئے - بحث مباحثہ کئے - ان کے مقابلہ کئے - اور ان کی سچائی کے نشان ظاہر ہوئے - اور ان کی تعلیم معلوم ہوئی کہ کیسی ہوتی ہے اور یہ بھی پتہ لگا - کہ اس تعلیم کو سمجھنے کے لئے کن کن مسائل کو جاننا اور سمجھنا ضروری ہے ؛

جب سب قومیں ان باتوں کو جان چکیں - تب وہ نبی آیا جو رب العالمین کی طرف سے تمام جہان کے لئے تھا اسی طرح وہ کتاب بھی ایسی لایا - جو تمام دنیا کے لئے ایک ہی ہو اور ابد الآباد تک قائم رہنے والی ہے - جس طرح اس خدا کی خدائی کو کوئی نہیں بدل سکتا - اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خدا کی طرف سے کتاب دیگئی ہے - اسکو بھی کوئی نہیں بدل سکتا - اور اسی طرح اسکی نبوت بھی قیامت تک ختم نہیں ہو سکتی بلکہ آپکے ذریعہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے - اور ایک ایسا شخص جو خدا کے علم میں اس کا کامل متبع ہو - اس کو بھی اسکی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے ؛

ان مثالوں کے بیان کرنے یعنے پہلے انبیاء کے بھیجنے میں خداوند کریم کی ایک بہت بڑی حکمت یہ تھی کہ تمام دنیا کے لئے ایک ایسا موعود بھیجا جائے - جس کو پہلے انبیاء کے نام دئے جائیں - اور ان سے پہلے انبیاء کے ماننے والوں کو اس کے قبول کرنے میں آسانی ہو - کیونکہ انسان کے دل میں جن لوگوں کی عزت ہوتی ہے - اگر وہی لوگ آئیں تو بہت خوشی ہوتی ہے - لیکن ان کی بجائے کوئی خواہ ان سے بڑا بھی آجائے تب بھی چنداں التفات نہیں کرتے ؛

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی دوسرے نبی کو نہیں - اگر مسیح موعود علیہ السلام کو یہ درجہ حاصل ہوا - تو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہی حاصل ہوا ہے - مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گذشتہ انبیاء کے نام نہیں دئے گئے تھے - اسلئے لوگ مسیح وغیرہ کے تو منتظر رہے اور اب بھی ہیں - مگر آپکے منتظر نہیں - حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے موعود ہیں - جیسا کہ گذشتہ مذہبی کتب سے ظاہر ہے مگر ہندوؤں میں جسطرح حضرت کرشن کی دوبارہ آمد کا انتظار کیا جاتا ہے - اسی طرح اس عظیم الشان نبی کا نہیں کیا گیا پھر عیسائی صاحبان جسطرح مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں تھے - تو باوجود اسکے کہ آنحضرت مدارج اور شان کے لحاظ سے تمام انبیاء کے سردار ہیں - مگر لوگ آپکے اس اضطرار سے منتظر نہیں تھے جسطرح ان کو خیال ہے کہ مسیح آئے - کیوں ؟ اسلئے کہ مسیحیوں کو حضرت مسیح کے نام سے اور ہندوؤں کو کرشن کے نام سے - اور بدھ ازم والوں کو بدھ کے نام سے جو محبت اور انس ہے - وہ آپ سے نہیں - کیونکہ مسیحی لوگ حضرت مسیح پر جان دینے کو تیار ہیں - بدھ لوگ بدھ کے نام پر مرمٹنے پر آمادہ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو ان سب کی صف میں سب سے آگے ہیں - آپ کا ان لوگوں کو خیال تک نہیں - اگرچہ ان لوگوں کی کتب میں آپ کی پیشگوئی مستقل طور پر پائی جاتی ہے مگر چونکہ ان سے مانے ہوئے انبیاء کے نام سے نہیں اس لئے ان کو آپ کا خیال نہیں ؛

اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ سب لوگ آئیں - جنکے ہر ایک مذہب والے منتظر ہیں - اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنی مصلحت اور حکمت کے ماتحت ایک ہی شخص کو ان تمام موعود انبیاء کے نام دیدئے ہیں تا ہر مذہب والے کو اسکے ماننے اور قبول کرنے میں آسانی ہو ؛

موعود انبیاء کے نام ایک ہی کو دینے میں یہ حکمت ہے کہ اگر ان لوگوں کو غیر شخص فیصلہ کے لئے دیا جاتا - تو وہ اس کو قبول کرنے کو تیار نہ ہوتے - لیکن اگر وہی شخص ان کو حکم بنا کر دیا جائے - جسکو وہ پہلے سے جانتے پہچانتے ہیں اور جسکے نام سے انکو خاص محبت ہے - تو وہ ضرور اسکی طرف توجہ کرینگے ؛

پس اگر دیگر مذاہب کے لوگوں کو کہا جائے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگئے - تو وہ توجہ نہیں کرینگے - لیکن اگر ہندوؤں کو کہا جائے کہ کرشن آگئے - تو کرشن کے نام کے ساتھ محبت رکھنے والے ہندو فوراً پوچھینگے کہ کہاں آئے - اسی طرح عیسائی صاحبان کو جب کہا جائے کہ حضرت مسیح آگئے - تو وہ بڑی خوشی سے اس خبر کو سنیں گے - اور اسکی تصدیق کی طرف متوجہ ہوں گے - کیوں ؟ اس لئے کہ انہیں ایک آنیوالے کی اسی نام سے خبر دیگئی ہے - جسکی غرض یہی تھی کہ آنے والے کے نام سے یہ لوگ فائدہ اٹھائیں اور حق قبول کریں ؛

پس جب دنیا میں ایک عظیم الشان شخص کو پہلے انبیاء کے ناموں کے ساتھ بھیجنا تھا - تو ضروری تھا کہ اس کا کوئی نمونہ بھی پیش کیا جاتا - تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے - اور وقت پر لوگ ٹھوکر نہ کھاتے - اب جو خداوند کریم ایک ہی شخص کو گذشتہ تمام انبیاء کے نام دیکر اور حکم بنا کر بھیجنا چاہتا تھا - اسلئے اللہ تعالےٰ نے اس کا ایک نمونہ پہلے سے رکھ دیا - چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

یٰزکریا انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحییٰ - لم نجعل لہ من قبل سمیا - اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں - وہ لڑکا بچپن میں فوت نہیں ہو

جائے گا۔ بلکہ زندہ رہیگا۔ اور ہم تجھے ایک اور خوشخبری بھی دیتے ہیں کہ اس لڑکے میں ایک ایسی بات ہوگی جسمیں یہ منفرد ہوگا۔ اور اس سے قبل کوئی انبیاء میں اس کا شریک نہیں ہوگا۔ وہ یہ کہ وہ ایک نبی کا مثیل ہوگا۔ اور اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ انبیاء ماسبق مستقل طور پر نبی تھے۔ کسی نبی کے وہ مثیل نہیں تھے۔ لیکن حضرت یحییٰ جسکو یوحنا بھی کہا جاتا ہے۔ ایک نبی کے مثیل قرار دیئے گئے۔ یعنی حضرت الیاس جسکو ایلیاء بھی کہتے ہیں ان کے آپ مثیل تھے۔ حضرت مسیح کے آنے کے متعلق بائیبل میں پیشگوئی موجود تھی۔ اور اب بھی ہے کہ وہ نہیں آسکتا۔ جب تک ایلیاء آسمان سے نازل نہو لیکن ایلیاء نے آسمان سے کیا آنا تھا۔ ایک اور شخص کو خدا تعالے نے انہی صفات کے ساتھ جن سے حضرت ایلیاء متصف تھے۔ حضرت مسیح سے پہلے مبعوث فرما دیا ٭

تو حضرت یحییٰ میں ایک ایسی بات رکھی گئی۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی میں نہ تھی۔ اور اس سے حضرت یحییٰ کا نام زندہ جاوید ہوگیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود کے لئے ایک دلیل کے طور پر ہو گئے۔ جب مسیح موعود کی صداقت پیش کی جائے گی۔ تو ضرور حضرت یحییٰ کو نظیر کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ اور جب کسی عیسائی کے سامنے یہی یوحنا اور ایلیاء کا واقعہ رکھینگے تو پھر اس میں تاب نہ رہے گی۔ کہ کچھ بول سکے ٭

بہت سے لوگوں نے اس آیت کے معنے کرنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ اور اس سے یہ سمجھا ہے۔ کہ یحییٰ نام پہلے کسی کو نہیں دیا گیا یعنے آپ کا وہ نام رکھا گیا ہے جو آپ سے پہلے کسی نبی یا غیر نبی کا نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ یہ بات بالبداہت تاریخی غلط ہے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ آپ سے پہلے اس نام کا کوئی انسان نہیں ہوا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جسے خدا تعالے ایک انعام کے طور پر بیان فرماتا ٭

پس لم نجعل له من قبل سميا کے یہ معنے کہ حضرت یحییٰ سے پہلے یحییٰ نام کا کوئی شخص نہیں گذرا غلط ہیں۔ در حقیقت اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ حضرت یحییٰ ایک بات میں بے مثل ہیں۔ یعنی ان کو ایک ایسا کام سپرد کیا گیا۔ جو ان سے پہلے کسی اور نبی کے نہیں کیا گیا۔ یعنی ان کو ایک نبی کا نام دیکر اور اس کا قائم مقام بنا کر بھیجا گیا تاکہ وہ کسی آیندہ آنے والے کے لئے رستہ صاف کریں اور دنیا کے لئے نمونہ ہوں ٭

اب جب حضرت مسیح موعود کی صداقت کے متعلق ایک عیسائی کے ساتھ بحث ہو۔ اور جب ہم اسے یوحنا کی آمد کی نظیر بتلا کر حضرت مسیح موعود کی آمد کی حقیقت بتائینگے۔ تو ضرور ہی وہ لاجواب ہو جائے گا۔ اور سینکڑوں لوگ اب اس کے ذریعہ جو حضرت یحییٰ کے ذریعہ مسیح موعود کی صداقت میں قائم ہوئی۔ ہدایت پا سکینگے ٭

اس آیت میں جو معنے پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یحییٰ میں ہم ایک ایسا کمال رکھینگے۔ جس کے باعث وہ ایک عظیم الشان انسان کے لئے جو سب نبیوں کا موعود ہوگا۔ بطور مثال پیش کیا جائے گا ٭

بنی اسرائیل میں اس سے قبل ایسی کوئی مثال موجود نہیں تھی۔ ان میں یہ نمونہ قائم فرمادیا۔ اور حضرت مسیح نے فیصلہ کیا۔ کہ ایلیاء جو آنے والا تھا۔ وہ یوحنا ہی ہے جو اسکے رنگ میں آیا۔ اسی کو قبول کرو۔ اب حضرت یحییٰ ایک نظیر بنینگے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوگا۔ تو ضرور ہے۔ کہ حضرت یحییٰ کو دلیل اور مثال کے طور پر پیش کیا جائے۔ اور اس طرح پر وہ زندہ ہیں۔ اور ان کا نام قائم ہے۔ یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو حضرت یحییٰ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیگئی ٭

یہ ایک ایسی مثال ہے۔ جو بہت چھوٹی ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ کو صرف ایک نبی کا نام دیا گیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن کے لئے حضرت یحییٰ ایک دلیل کے طور پر ہیں۔ تمام گذشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے ہیں۔

زرتشت کے متعلق بھی ان کے محققین کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ زرتشت جو مشہور ہے۔ اس کا اصل میں کچھ اور نام تھا۔ اور اس سے پہلے ایک شخص زرتشت نام گذرا ہے جسکے نام کے ساتھ ہی دوسرا زرتشت جسکا اصل نام مفقود ہو گیا۔ مشہور ہے۔ اور یہ اس کا مثیل ہے تعجب ہے کہ لوگ حضرت یحییٰ کے متعلق ادھر توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے نام میں خصوصیت تلاش کرتے ہیں حالانکہ کسی نام میں منفرد ہونا کوئی خصوصیت نہیں ٭

حضرت مسیح ناصری کی آمد کے لئے نشان تھا کہ وہ نہیں آسکتے۔ جب تک کہ ایلیاء آسمان سے نازل نہ ہو۔ لیکن جب حضرت مسیح آئے۔ اور آپ سے سوال کیا گیا کہ ایلیاء کہاں ہے جسنے آپ سے پہلے آسمان سے نازل ہونا تھا۔ تو انہوں نے اس پیشگوئی کی حقیقت اس طرح بیان کی۔ کہ یوحنا ہی ایلیاء ہے۔ یعنی یہ اسکے رنگ میں ہوکر آیا ہے۔ اس کو قبول کرو۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے متعلق وعدہ تھا کہ مسیح آئیگا۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ مسیح ناصری ہی آئے گا۔ حالانکہ اُن کا ایسا سمجھنا غلط تھا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کی حقیقت بھی یہی تھی کہ جس طرح یوحنا کو ایلیاء حضرت مسیح نے خود قرار دیا۔ اسی طرح ان کی پیشگوئی سے بھی کوئی ایسا ہی شخص مراد ہے۔ جس کا نام تو کچھ اور ہو گا۔ مگر اس کو وہ تمام صفات دیدی جائیں گے ٭

لوگوں کو یہ مثال تو بتا دیگئی تھی۔ مگر افسوس انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور جس طرح اور حقائق کو بھلا دیا۔ اسی طرح اسبات کو بھی فراموش کر دیا ٭

بنی اسرائیل کے پاس اس کی کوئی مثال نہیں تھی۔ مگر مسیحی لوگوں اور مسلمانوں کے پاس تو یوحنا کی ذات میں ایلیاء کی دوبارہ آمد کی مثال موجود ہے۔ مگر افسوس جب اس مثال سے فائدہ اٹھانے کا وقت آیا۔ تو انہوں نے اس کو فراموش کر دیا ٭

بنی اسرائیل تو معذور بھی قرار دئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب میں صاف طور پر پیشگوئی ہے کہ ایلیاء آسمان پر گیا ہے۔ اور آسمان سے ہی آئے گا۔ اور اس کے بعد مسیح مبعوث کیا جائیگا۔ مگر جب ان کو اسکے خلاف ایک ایسے شخص کو جو ان میں ہی پیدا ہوا۔ اور انہی میں پرورش پائی۔ اور جسکا نام یوحنا تھا۔ ایلیاء کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تو وہ حیران رہ گئے لیکن مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے اسوقت یہ دقت باقی نہیں ہے۔ عیسائیوں کے لئے تو صرف یہ کافی ہے کہ جس طرح یوحنا ایلیاء ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب مسیح ہیں۔ باقی رہے مسلمان سو ان کے لئے بھی حضرت یحییٰ کی مثال نہایت کارآمد ہے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ کے لئے یہ نہیں آیا ہے

کہ وہ آسمان پر گیا ہے۔ اور جب آسمان پر گیا ہی نہیں تو آسمان سے آنا کیسا؟ یہاں صرف نزول کا لفظ ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آسمان سے اُترے گا۔ بلکہ یہ عربی کا محاورہ ہے کہ اونٹ کے ... آنے پر خروج کا لفظ اور اعلےٰ کے لئے نزول کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ دجال کے لئے خروج کا لفظ آیا ہے۔ اور مسیح کے لئے نزول کا ۔

پس اگر لوگ اس مثال سے فائدہ اُٹھاتے۔ تو انکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی نعمت کے قبول کرنے سے محروم نہ رہنا پڑتا ۔

پس اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ اساتیں حضرت یحییٰ کا کوئی مثیل نہیں کہ ان کو ایک ایسا کام سپرد کیا گیا جو کسی اور کو آپ سے پہلے نہیں سپرد کیا گیا تھا۔ اگر مسلمان اس حقیقت پر غور کرتے۔ تو ضرور ان کو ہدایت ہوتی مگر وہ ضد میں آکر حقایق کا انکار کر رہے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کر سکے۔ سمجھ دے۔ اور ہدایت کی راہیں بتائے ۔

اطلاع

جو انجمنیں جلسے کرتی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے مشورہ کر کے تاریخیں مقرر کیا کریں۔ ورنہ قادیان سے مبلغ روانہ نہیں کئے جائینگے۔ والسلام

خاکسار فتح محمد سیال۔ جوائنٹ سکرٹری ترقی اسلام

مدرسین کی ضرورت

ترقی اسلام کے ماتحت زنانہ اور مردانہ مدارس کے لئے فی الحال چار مدرسوں کی اشد ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ ۲۰ روپیہ سے شروع ہوگی ۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہوں

فتح محمد سیال۔ جوائنٹ سکرٹری ترقی اسلام

ضرورت نکاح

ایک نوجوان قریشی لڑکی کے ناطہ کے لئے احمدی قریشی یا احمدی دیگر علاقہ پنجاب درخواست کریں۔ درخواستیں بنام مولوی غلام نبی۔ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۔

پیغام صلح کے ایک ضروری سوال کا جواب

بخدمت مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار "پیغام صلح" کے ایک آرٹیکل کا (جس میں بندہ سے ایک سوال کیا گیا ہے) جواب جناب کی خدمت میں ارسال ہے۔ یہ جواب "پیغام صلح" کے نام روانہ کیا گیا ہے تاکہ اسکے ناظرین بھی دھوکہ میں نہ رہیں۔ وہ تو غالباً شایع نہیں کریگا۔ اسلئے جناب درج اخبار فرماکر ممنون فرماویں ۔ شیر علی عفی اللہ عنہ۔ ۹ جون ۱۹۱۷ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

آپنے ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء کے پیغام میں ایک لیڈر لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔ "تبدیلی عقیدہ کے متعلق مولوی شیر علی صاحب سے ایک ضروری سوال"۔ جسمیں آپ بزعم خود متضاد بیانات میری طرف منسوب کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ میں ان متضاد بیانات کا صحیح مطلب بیان کروں۔ اور اپنے اوپر سے تبدیلی عقیدہ اور اسکے ساتھ جھوٹ کا الزام جو ان بیانات کو دیکھ کر عائد ہوتا ہے۔ دُور کرنے کی کوشش کروں ۔

اس سے تو مجھے انکار نہیں کہ میں بہت گنہگار ہوں مگر اس معاملہ میں جو جھوٹ میری طرف منسوب کیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں اس کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور چونکہ آپنے لیڈنگ آرٹیکل میں مجھ پر جھوٹ کا الزام لگایا ہے اسلئے امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں ہی میرے مندرجہ ذیل ڈیفنس کو جگہ دیکر اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دینگے جس جھوٹ کا مجھ پر الزام لگایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے ایک انگریزی خط میں (جو میں نے ایک صاحب کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا) یہ ظاہر کیا ہے کہ موجودہ اختلاف سے مدتوں پہلے میرا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود نفس نبوت کے لحاظ سے ایسے ہی نبی ہیں۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت زرتشت۔ حضرت کرشن وغیرہم تھے (علیہم السلام) اور یہ دعویٰ کیا ہے

کہ ریویو آف ریلیجنز میں میرے مضامین اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ یہ بیان غلط ہے بلکہ میرے ریویو کے مضامین بجائے اس کے کہ اس دعوے کی تصدیق کریں۔ اسکی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں فروری ۱۹۱۲ء کا ایک فٹ نوٹ پیش کیا گیا ہے جسمیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود حقیقی اصطلاحی معنوں میں نبی نہ تھے۔ اگر آپ اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں مجھ پر الزام لگانے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب سے اس امر کا تذکرہ کر لیتے۔ تو شاید آپ کو جلدبازی سے ایک شخص پر جھوٹ اور تبدیلی عقیدہ کا غلط الزام لگانے کی خجالت نہ اُٹھانی پڑتی۔ کیونکہ نوٹ زیر بحث کا لکھنے والا میں نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ وہ ایڈیٹر رسالہ تھے۔ اور میں اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ اگرچہ ان دنوں وہ قرآن شریف کے ترجمہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے مضامین میں ہی لکھا کرتا تھا۔ مگر چونکہ ایڈیٹر ہر طرح مضامین کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے ہدایت تھی کہ چھپنے سے پہلے رسالہ کے پروف ان کو دکھائے جایا کریں۔ اس ہدایت کی تعمیل میں میں نے فروری ۱۹۱۲ء کے پروف بھی ان کے پاس بھیجے اس سے پہلے میں کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور حقیقی معنوں میں نبی لکھ چکا تھا۔ مگر انہوں نے اسپر اعتراض نہیں کیا تھا۔ اور اعتراض کیوں کرتے؟ جبکہ ان کا اپنا یہی عقیدہ تھا۔ جیسا کہ ان کے مضامین سے ظاہر ہے۔ مگر فروری ۱۹۱۲ء میں انکی توجہ اسطرف منعطف ہوئی۔ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلم ثابت کریں۔ لیکن وہ مسلم ثابت نہیں ہوسکتے تھے۔ جب تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے انکار کیا جاوے۔ اس لئے وہ مسیح موعود کے منکرین کو مسلم ثابت کرنے کی خاطر خود حضرت اقدس کی نبوت ہی کو اُڑانے کے درپے ہو گئے۔ جنہیں خود خدا نے نبی اور رسول کہا۔ اور جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا خطاب دیا۔ اور جنھوں نے خود یہ دعویٰ کیا۔ کہ میں اسلام کی اصطلاح میں نبی ہوں۔ اس اثنا میں جب ریویو فروری ۱۹۱۲ء کے پروف ان کے پاس پہنچے تو ان میں ایک مضمون کا یہ عنوان دیکھکر Ahmad as a prophet

(بحیثیت ایک نبی کے مانا) انہوں نے بیچ اپنے قلم سے ایک فٹ نوٹ دیدیا کہ یہاں نبی کا لفظ حقیقی اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ مجھے یہ نوٹ سخت ناگوار گذرا۔ کیونکہ بحیثیت ایڈیٹر ان کو اس نوٹ کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ بلکہ وہ میرے اصل مضمون میں بھی جیسی چاہتے تبدیلی کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہی ان مضامین کے ہر طرح ذمہ وار تھے۔ اس لئے مجھے مجبوراً خاموش رہنا پڑا۔ اس بیان کی صداقت پر میں قسم کھانے کے لئے بھی تیار ہوں۔ اور جن الفاظ میں آپ چاہیں۔ اس امر کے متعلق قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ یہ نوٹ مولوی محمد علی صاحب نے لکھا اور یہ کہ مجھے اس نوٹ نے بہت تکلیف دی۔ مگر چونکہ وہ ایڈیٹر اور ذمہ وار تھے اس لئے مجبوراً مجھے صبر کرنا پڑا۔ اگر آپ کو میری قسم پر اعتبار نہ ہو۔ تو مولوی محمد علی صاحب ہی قسم کھا کر کہدیں کہ یہ نوٹ انہوں نے نہیں لکھا۔ بلکہ میں نے ہی لکھا تھا۔ اس طرح بھی فیصلہ ہو جائے گا۔

اس نوٹ کے متعلق ہمارے سابق پرنٹر مولوی خدا بخش صاحب (غیر مبائع) نے بھی جب ماہ جون ۱۹۱۶ء میں اپنے مطبع واقعہ لاہور میں مجھ سے سوال کیا۔ تو اس وقت بھی میں نے یہی جواب دیا تھا کہ یہ نوٹ ایڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا ہے میں اس کا ذمہ وار نہیں۔ اس وقت مولوی خدا بخش صاحب اس نوٹ کے سخت مخالف تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ رسالہ قومی ہے۔ اس میں وہی عقیدہ درج کرنا چاہیئے جو قوم میں مسلم ہو۔ اس وقت ان کے نزدیک احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اصطلاحی معنوں میں مسلم تھی۔ آج کل معلوم نہیں۔ ان کا کیا عقیدہ ہے؟ اس واقعہ کے متعلق آپ ان سے بھی دریافت کر سکتے ہیں۔

اس امر کا ایک اور ثبوت کہ نوٹ زیر بحث میرا لکھا ہوا نہیں یہ ہے۔ کہ میں اسی نوٹ سے پہلے اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی ہی لکھتا رہا۔ مثال کے طور پر میں اسی مضمون کو پیش کرتا ہوں۔ جسکے ایک فقرہ کے سیاق و سباق کو آپ نے نظر انداز کر کے میرے خلاف بطور شہادت کے پیش کیا ہے۔ یعنی ۱۹۱۰ء کا مضمون "انبیاء عالم"۔ اس مضمون میں میں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے۔

"تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس جماعت کا ایک ممتاز جزو ہے۔ اگر زرتشت ویسا ہی نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے۔ تو یقیناً یقیناً احمدؑ بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔

الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لیگا۔ اسکو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اس پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے۔ جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے ... اگر وہ (سردار پریتم سنگھ صاحب) اپنے اصول پر خود کاربند ہوں تو ان کو اس امر کے ماننے سے ہرگز چارہ نہ ہوگا۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی تھا اور اس زمرہ میں سے ہیں۔ جن کو انبیاء اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

آپ لکھتے ہیں کہ میں نے یہ جھوٹ لکھا کہ ریویو کے گذشتہ فائل میرے اس عقیدہ کے شاہد ہیں۔ لیکن اب آپ پر مندرجہ بالا عبارت کے ملاحظہ سے واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ میرا یہ کہنا بالکل درست تھا۔ کہ آپ نے مجھ پر جھوٹ کا الزام غلط لگایا ہے۔ نیز آپ کو یہ بھی پتہ لگ گیا ہوگا۔ کہ آپ کا مندرجہ ذیل بیان بھی غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی جہاں تک پچھلی تحریرات ہمارے دیکھنے میں آئی ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی حضرت مسیح موعود کو ان معنوں میں نبی نہیں کہا گیا۔ کہ گویا آپ میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہ ہو۔"

جناب ایڈیٹر صاحب! آپ ذرا مندرجہ بالا اقتباس ہی ملاحظہ فرماویں۔ کیا اس میں انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں کہا گیا۔ اور آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ مضمون آپ کی نظر سے نہیں گذرا۔ کیونکہ آپ اپنے آرٹیکل میں اس مضمون کا ذکر بھی فرماتے ہیں۔ اور اس میں سے بزعم خود اپنے دعوے کی تائید میں ایک عبارت بھی نقل کرتے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ "۱۹۱۰ء میں آپ انبیاء عالم کے عنوان سے سردار پریتم سنگھ صاحب ایم۔ اے کے جواب میں ایک مضمون لکھتے ہیں۔ اور اس میں صاف طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھتے ہیں کہ آپ کل زمانوں کے لئے اور کل قوموں کے لئے ایک ہی نبی ہیں۔"

ایڈیٹر صاحب! آپ کو یہ فقرہ تو نظر آ گیا۔ مگر وہ دوسری عبارت جو میں اوپر نقل کر چکا ہوں۔ اور جو اس مضمون میں درج ہے۔ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ اور جسکو آپ نے دیکھا اور پڑھا ہے۔ پھر یہ کیوں آپ کی نظر سے پوشیدہ رہ گیا۔ دیانت داری اسی کا نام ہے؟

ایڈیٹر صاحب! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے کسکو انکار ہے۔ اور کون کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے آنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شریعت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ پھر کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دیا کیوں آپ ایسے عقائد ہماری طرف منسوب کر کے خلق خدا کو دھوکہ دیتے اور ہماری نسبت بدظنی پھیلاتے ہیں۔ آپ اسی مضمون کو دوبارہ پڑھیں۔ اس میں ایسی بات کی پوری تشریح اور توضیح موجود ہے۔ اگر کوئی شخص عمداً آنکھ بند کر لے تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج؟

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مولوی محمد علی صاحب بحیثیت ایڈیٹر رسالہ اس مضمون کے ذمہ وار ہیں۔ بلکہ خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو پڑھا۔ اور اس میں کسی فقرہ پر اعتراض نہیں فرمایا۔ آپ نے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ سردار پریتم سنگھ ایم۔ اے